رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

ایڈیٹر میر قاسم علی صحابی

فاروق

قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸-

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۹ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں!

(۱) سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

(۲) مخدومنا حضرت ڈاکٹر سید محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن گورداسپور کی طبیعت کچھ دنوں سے علیل ہے۔ ناظرین فاروق ان کی صحت کامل اور شفا عاجل اور درازئ عمر کے واسطے نہایت خلوص اور التزام سے دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

(۳) ولادت۔ مسرت کی خبر ہے۔ کہ خداوند کریم کے فضل سے ۴ نومبر کی شب کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ ناظر تعلیم و تربیت کی مشکوئی معلی میں لڑکی پیدا ہوئی۔ ہم خلوص دل سے اس تقریب مبارک پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر المومنین اور مخدومی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ اور آپکے تمام متعلقین کو مبارک باد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سعیدہ مولودہ کو عمر دراز عطاء فرما کر قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

چندہ تحریک جدید کے متعلق نہایت ضروری اعلان

سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور جن مخلصین نے "چندہ تحریک جدید" کے وعدے فرمائے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چندہ "تحریک جدید" کا پہلا سال ماہ نومبر ۳۵ء میں ختم ہوگا۔ جن مخلصین کے ذمہ ان کے پہلے سال کے وعدے میں سے کچھ بقایا ہے۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے وعدہ کی بقایا رقوم ماہ نومبر ۳۵ء ختم ہونے سے پہلے ادا فرما کر اپنا عہد پورا فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعا اور خوشنودی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ احباب کرام کو اپنے وعدے وقت پر پورے کرنے کی توفیق عطاء فرماوے۔ آمین

(خاکسار۔ برکت علی خان فنانشل سکرٹری تحریک جدید ۳ ۱۱/۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر ذمہ وارانہ اشتہاری ادویہ

طب یونانی ہے۔ کہ جس کے کارنامہائے شفا بخشی باوجود یکہ روز روشن سے زیادہ تاباں اور درخشاں ہیں۔ آج کس مپرسی کے عالم میں ہندوستان کے حدود اربعہ سے محصور پڑی ہے جس منبع سے یہ بحر بیکران جاری ہوئی تھی۔ آج وہ سرچشمہ خشک پڑا ہے۔ اس کے لئے صورت یہ ہے۔ کہ خاص خاص مفید اور بھروسہ کی ادویہ کو ذمہ وارانہ طریق پر مشتہر کیا جائے۔ اس کے لئے ضرورت ہے۔ کہ یورپ کی طبی اشتہار بازی کو دیکھیں اور اُنہی اصول پر بھی کاربند ہوں۔ جن پر یورپ چل کر اپنی طبی ادویہ کو دنیا میں پھیلا رہا ہے یورپ کی اشتہار بازی اغراض ذاتی اور انتفاع شخصی سے منزہ نہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اس قدر لچر و پوچ بھی نہیں ہے جتنی کہ ہماری اشتہار بازی وہ جس دوا کو مشتہر کرتا ہے آپ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اس کے لاکھوں اشتہارات اور ہزاروں سیمپل سفت اور مختلف طریقوں سے تقسیم کرڈالتا ہے ہر پیٹنٹ دواء کے لیبل پر اس کے اجزاء کی تفصیل درج ہوتی ہے۔ وہ نہایت دیانتداری کے ساتھ نہایت صفائی۔ خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ اور اپنے خیال سے ضروری اور مفید ترین دواء پبلک کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب آپ اس کے مشتہر و موجد کی حیثیت معلوم کرنا چاہیں گے۔ تو آپ یہ معلوم کرکے متعجب ہوں گے۔ کہ اس کا موجد یا مشتہر کوئی مشہور و معروف ڈاکٹر ہے یا کوئی بہت بڑا کیمسٹ۔ یہی وجہ ہے کہ ولایتی پیٹنٹ ادویہ ہر شخص آنکھیں بند کرکے خرید لیتا ہے۔ اور کسی ڈاکٹر کو ان کی طرف رہبری کرنے میں ذرا بھی تکلف نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے ہمارے ملک کی دیسی اشتہاری ادویہ کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی شخص ان کو ایک مرتبہ خرید لے۔ تو دوسری بار دھوکہ سے بھی ان کا نام لینا گوارا نہ کرے گا۔ کیونکہ ہماری دیسی مشتہر کبھی پورے اجزاء سے نسخہ کی تیاری اس لئے پسند نہیں کرتے۔ کہ کہیں نسخہ کی لاگت زیادہ ہو کر منافع کم نہ ہو جائے۔ اور چونکہ وہ لوگ بالعموم فن سے غیر متعلق۔ جاہل اور غیر ذمہ دار ہوتے ہیں اس لئے ان کو اس امر سے قطعاً بحث نہیں ہوتی۔ کہ وہ جس دوا کو مشتہر کر رہے ہیں۔ آیا اس سے پبلک کو فائدہ بھی پہنچے گا۔ یا نہیں۔ ان کی بلا سے پبلک نقصان اٹھائے یا بدظنی و بدگمانی پھیل کر طب یونانی کو صدمہ پہنچے۔ ان کا مقصود بالذات صرف نام کی شہرت ٹکوں کی آمد کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسی غیر ذمہ دارانہ اور خود غرضانہ اشتہار بازی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ہندوستانی اشتہاری ادویہ نہایت درجہ مشکوک نظر سے دیکھی جانے لگی ہیں۔ لوگوں میں بے اعتمادی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ اب اگر واقعی کوئی ہندوستانی قابل طبیب یا وید کتنی ہی بہتر اور معتمد دوا پبلک کے سامنے پیش کرے۔ لیکن لوگ اُس دوا کو بھی یکایک قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہونگے۔ اور اسی شک و شبہ کی نظر سے اس کو بھی دیکھینگے۔ کہ جس کے وہ عرصہ سے عادی ہو رہے ہیں۔

ہمارے دیسی اشتہاری حکیم صاحبان اگر ملک میں کسی طبقہ کی پوری پوری خدمت کر سکتے ہیں۔ یا کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ صرف عیاشوں اور عیش پسندوں کا طبقہ ہے۔ ان کے تجربہ میں کوئی مفید دوا آئی ہے یا آسکتی ہے۔ تو صرف "طلا نادر شاہی" حب ملذذ واجد علیشاہی" حب امساک خاص الخاص" یا پارہ کی دودھ ہضم کرنے والی گولی ہے" اور بس کیوں نہ ہو جب کہ ان کی مساعی و جد و جہد تحقیقی کا اختتام کسی فقیر۔ سنیاسی یا کسی خاندانی ناخواندہ حکیم کے مجرب نسخہ مقوی باہ پر ہو جاتا ہو۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو حقیقتاً ان حضرات کی یہ بے غرضانہ خدمت خلق قابل ستائش ہے۔ واقعہ تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں سوائے ضعف باہ۔ جریان۔ سرعت انزال کے اور کوئی مرض پیدا ہوتا بھی نہیں ہے۔ اور اگر احیاناً کبھی کوئی دوسرا مرض پیدا ہو بھی جائے۔ تو اس کا ازالہ "طلائے ناثرہ ریحیہ" سے بآسانی کیا جاسکتا ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ دوا کسی وجہ سے فیل ہو جائے۔ تو پھر ہندوستان میں اور بھی ہزاروں حکیم اور وید پڑے ہوئے ہیں۔ بھگتتے رہیں گے۔ آخر وہ ہیں کس لئے۔

بنظر تعمق اگر دیکھا جائے۔ تو اسی گندم نمائی جو فروشی اور جھوٹی اشتہار بازی نے طب یونانی کے بچے کھچے وقار کو نقصان پہنچایا ہے۔ اور انہی نام نہاد۔ جاہل اور اشتہار باز حکیموں نے اطباء کی پوزیشن کو ہلکا کر دیا ہے۔ اور عام طور پر واقعی اطباء اور خود ساختہ حکیم صاحبان میں امتیازی فرق باقی نہیں رکھا۔

ہندوستان کے لئے کس قدر شرمناک یہ امر ہے کہ یورپ سے ہمیشہ ایک نئی دوا کا اشتہار نکلتا ہے۔ کبھی کوئی "ملیریا بخار کیلئے اکسیری گولیاں"۔ کبھی سرطان کا مجرب علاج"۔ کبھی "دق و سل کا شفا بخش انجکشن" منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ کبھی بچوں اور ناتوان مریضوں کیلئے نئی کیمیاوی غذا مشتہر کیجاتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک کی اعلیٰ ذہنیت ملاحظہ ہو کہ جہاں سوائے "مراد آباد میں مردہ زندہ ہو گیا"۔ "کانپور میں گولی (امساک کی) چل گئی"۔ "آپکو خدا کی قسم مجھے ضرور پڑھیگا"۔ "چار نکاح کیجئے" کے اور کوئی بات ہی سنائی نہیں پڑتی۔

(ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۰ ❊ قادیان دارالامان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۵ء ❊ نمبر ۲۸

مجلس احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا حلفی اعلان!

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

برادران! ایک عرصہ سے مجلس احرار کے عہدہ دار اور ان کے مبلغ جماعت احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے بہتان لگا رہے ہیں۔ اور ناواقف لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مثلاً وہ لوگوں کو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک بانی سلسلہ احمدیہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا سمجھتے تھے۔ اور جماعت احمدیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگوں سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک قادیان کو نعوذ باللہ من ذالک مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر فضیلت حاصل ہے۔ اور احمدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ خاک بدہن دشمن۔ اگر ان مقدس مقامات کی اینٹ سے اینٹ بھی بجادی جائے۔ تو احمدی خوش ہونگے۔ جب احرار کی اس قسم کی بہتان تراشی حد سے بڑھ گئی۔ اور باوجود بار بار توجہ دلانے کے وہ باز نہ آئے تو میں نے احرار کو چیلنج دیا۔ کہ وہ احرار کے پانچسو ایسے نمایندے جنہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب کا ایک حد تک مطالعہ کیا ہو (الفضل ۳ ستمبر ۳۵ء ص ۶ کالم ۲) پیش کریں۔ جو جماعت احمدیہ کے پانچسو نمائندوں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا اس حد تک مطالعہ کیا ہوگا۔ کہ وہ انکی تعلیم کے متعلق یقین سے قسم کھا سکیں۔ مباہلہ کرلیں۔ تاکہ حق اور باطل میں امتیاز ہو سکے۔ مباہلہ اس امر پر ہوگا۔ کہ احرار کے نمایندے اپنا الزام دُہرائیں گے۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت نہیں کرتی۔ اور احمدیہ جماعت کے عقائد کے رو سے بانی سلسلہ احمدیہ نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل تھے۔ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے قادیان کو جماعت احمدیہ زیادہ معزز سمجھتی ہے۔ اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ذلت اور تباہی کی خواہاں ہے۔ اور جماعت احمدیہ جوابی طور پر اس امر پر قسم کھائے گی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہمیشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاگردی اور غلامی کا رہا ہے۔ اور یہی انہوں نے تعلیم دی ہے۔ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق اور خادم تھے اور آپ کی تعلیم کے مطابق جماعت احمدیہ بھی بحیثیت جماعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل الرسل اور سید ولد آدم سمجھتی ہے۔ اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو آپؐ کا شاگرد اور خلیفہ سمجھتی ہے نہ کہ مرتبہ کے لحاظ سے آپؐ کے برابر یا آپؐ سے بڑا۔ اور دوسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو دنیا کے سب مقامات سے زیادہ معزز سمجھتے تھے۔ اور جماعت احمدیہ بھی ان مقامات کو دنیا کے سب مقامات سے اور قادیان سے زیادہ مکرم اور معزز سمجھتی ہے۔ اور ان مقامات کی عزت و احترام پوری طرح اس کے دل میں قائم ہے۔ اور ان کی ہتک کو وہ اپنی عزت کی ہتک سے زیادہ سمجھتی ہے۔ اور انکی حفاظت کے لئے ہر وہ قربانی جس کا شریعت مطالبہ کرے بفضلہ تعالیٰ کرنے کو تیار ہے۔

برادران! باوجود اس چیلنج کے شائع ہونے کے سوائے اس کے کہ بعض اشخاص احرار کی طرف سے قادیان آکر تقریر کر گئے۔ کہ احرار مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ احرار نے اور کوئی قدم نہ اٹھایا۔ تب میں نے اس خیال سے کہ شائد احرار کو یہ بُرا معلوم ہوا ہو۔ کہ اخبار میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ اور ہمیں تحریراً مخاطب نہیں کیا گیا۔ اپنے دوسرے خطبہ میں اپنی طرف سے شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ چوہدری اسداللہ خانصاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی اور مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ جماعت احمدیہ کو نمایندہ مقرر کر دیا۔ کہ ان سے احرار کے نمایندے ضروری امور کا تصفیہ کر لیں۔ اور شرائط کا تصفیہ ہو جانے کے پندرہ دن بعد مباہلہ ہو۔ تا مباہلہ کرنے والوں کو بروقت اطلاع دی جا سکے۔ ان لوگوں نے بذریعہ خطوط تمام ذمہ وار کارکنان احرار کو توجہ دلائی۔ لیکن ان کا جواب اب تک نہیں ملا۔ اس کے بعد مظہر علی صاحب اظہر کی طرف سے ۱۴ر اکتوبر کو مجھے یک دم تار ملی۔ کہ مجلس احرار مباہلہ منظور کرتی ہے۔ اور یہ کہ ۲۳ر نومبر کو مباہلہ ہو گا۔ مجھے اس تار کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوئی۔ کہ خطوط کا جواب تک نہیں دیا جاتا۔ شرائط کے متعلق کچھ لکھا نہیں جاتا۔ اور ۲۳ر نومبر یعنی ایک ماہ سے زائد عرصہ کے بعد جس کام کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ اس کی اطلاع بذریعہ تار دی جاتی ہے۔ حالانکہ ایک رجسٹری خط کے ذریعہ سے یہ اطلاع آ سکتی تھی۔ ان کی اس تار اور اس امر کو دیکھ کر کہ جو نمائندے مقرر کئے گئے تھے۔ ان کے خطوط کا جواب تک نہیں دیا گیا۔ خیال کیا گیا۔ کہ مجلس احرار کے دل میں کچھ اور بات ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو وہ شرائط طے کرنے پر تیار ہے۔ اور نہ اپنی تحریر باقاعدہ جماعت احمدیہ کو دینے کو تیار ہے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے متعدد تحریرات اس کے ممبروں کو جا چکی ہیں لیکن پھر بھی حجت پوری کرنے کے لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ ان سے دوبارہ پوچھ لیا جائے کہ شرائط کے بارہ میں آپ نے کچھ نہیں لکھا اور اس دفعہ اس خیال سے کہ شائد دوسرے نمایندوں سے گفتگو کرنے میں مجلس احرار کے سکرٹری صاحب اپنی ہتک خیال کرتے ہوں۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی تار کا جواب ناظر دعوۃ و تبلیغ سے دلوایا گیا جو صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری اور اس کے تبلیغی شعبہ کے ذمہ وار افسر ہیں۔ خیال تھا۔ کہ اب اس خط کے بعد احرار کو کوئی اعتراض باقی نہ رہا ہو گا۔ لیکن تعجب ہے کہ آج ۳۰ر اکتوبر ۳۵ء ہو چکی ہے۔ لیکن اب تک کوئی جواب مجلس احرار کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ ہاں ایک اعلان چند روز سے مجاہد اخبار میں شائع ہو رہا ہے۔ کہ ہمیں سب شرطیں منظور ہیں۔ اور ہم مباہلہ ضرور کریں گے۔

برادران! اگر فی الواقعہ مجلس احرار کو یہ سب شرطیں منظور ہیں۔ تو جواب تحریری کیوں نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اخباری جواب تو ذمہ واری کا جواب نہیں کہلا سکتا۔ ابتدائی چیلنج چونکہ باقاعدہ کارروائی نہیں ہوتا۔ اخبار میں شائع ہو سکتا ہے لیکن شرائط کا تصفیہ تو بہرحال تحریر میں آنا ضروری ہے۔ اور دونوں فریق کے اس پر دستخط ہونے بھی ضروری ہیں۔

علاوہ ازیں اس اعلان میں اور بھی نقص ہیں۔ **اوّل** نقص یہ ہے۔ کہ اس میں صرف یہ لکھا جا رہا ہے۔ کہ ہمیں سب شرائط منظور ہیں۔ حالانکہ جو امور میری طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ ان میں کئی امور پر اس مجمل جواب سے روشنی پڑ ہی نہیں سکتی۔ مثلاً

(۱) میں نے لکھا تھا۔ کہ مباہلہ میں پانچسو یا ہزار آدمی احرار کی طرف سے علاوہ ان کے پانچ لیڈروں کے ایسے شامل ہوں۔ جو خواہ کسی حیثیت یا اخلاق کے ہوں۔ لیکن احرار کے نمایندے ہوں۔ اور انہوں نے بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک دو کتب ضرور پڑھی ہوں۔ تاکہ وہ اس قسم کے کھانے میں حق بجانب ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ من ذالک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کو اپنے درجہ سے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درجہ کو قادیان کے درجہ سے گرایا ہے۔ اول تو اس قسم کے مباہلے کے لئے ضروری تھا۔ کہ میں مطالبہ کرتا۔ کہ ایسے لوگوں نے کم سے کم چار پانچ نہایت اہم کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مطالعہ کی ہوں۔ مگر جیسا کہ میں نے اپنے خطبہ مطبوعہ الفضل ۶ر اکتوبر ۳۵ء میں بتایا ہے۔ اس خیال سے کہ یہ شرط پوری کرنی احرار کے لئے مشکل نہ ہو۔ صرف یہ شرط رکھی۔ کہ مباہلہ کرنے والوں نے سلسلہ احمدیہ کی بعض کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو۔ خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ جواب کہ ہم سب شرطوں کو منظور کرتے ہیں اوپر کی بات کا پورا جواب نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے دو سوال کئے ہیں۔ یعنی یا پانچسو آدمی یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ پس جب تک تعداد کی تعیین نہ ہو۔ کہ پانچسو ہو گا یا ہزار صرف یہ کہہ دینے سے کہ شرط منظور ہے کام کس طرح چل سکتا ہے؟ اب ہم پانچسو آدمی تیار کریں یا ہزار اور ان کے پانچسو آدمی کی امید رکھیں یا ہزار کی؟

نیز اس شرط کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ ان پانچسو یا ہزار کی فہرست اور مکمل پتے ہر فریق دوسرے کو دے۔ تاکہ مباہلہ کے بعد ہر فریق ان پر نظر رکھ سکے۔ کہ ان سے خدا تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوا۔ ورنہ ایک گروہ کا آ کر مباہلہ کر کے چلا جانا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور یہ بات اس صورت میں طے ہو سکتی تھی۔ اگر مجلس احرار کے بعض نمایندے جماعت احمدیہ کے بعض نمایندوں سے گفتگو کرتے اور سب باتیں تحریر میں آ جاتیں۔

(۲) دوسری بات جس پر اس گول مول جواب سے روشنی نہیں پڑتی یہ ہے کہ میں نے خطبہ میں کہا تھا۔ کہ مباہلہ لاہور یا گورداسپور میں ہو۔ بعد میں ایک خطبہ میں مَیں نے کہا کہ میں نے سنا ہے احرار کہتے ہیں۔ کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔ اگر ان کا اس میں کوئی فائدہ ہو۔ تو مجھے یہ بات بھی ان کی منظور ہو گی۔ اب ان کے اس جواب سے میں کیا سمجھوں۔ اگر ان کا یہ قول کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے درست ہے۔ تو پھر مباہلہ کا مقام لاہور یا گورداسپور بنتا ہے۔ لیکن اس صورت میں پہلے تعیین ہونی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مقام لاہور ہوگا یا گورداسپور۔ اور اگر ان کے اس اعلان کا مفہوم یہ نہیں۔ تو پھر ان کا یہ بیان کہ میری ہر شرط انہیں منظور ہے درست نہ ہوا۔ کیونکہ قادیان میں مباہلہ ہونا ان کی شرط ہے نہ کہ میری اس صورت میں انہیں یوں لکھنا چاہیئے تھا۔ کہ قادیان کی شرط امام جماعت احمدیہ نے ہماری مان لی ہے۔ باقی شرائط ہم ان کی مانتے ہیں۔ مگر اس صورت میں بھی جگہ وقت اور مجلس مباہلہ کا انتظام اور بہت سے اور امور ہیں۔ کہ جو بغیر نمائندوں کے باہم ملنے کے طے نہیں ہو سکتے۔

(۳) تیسری بات جو اس اعلان کو مشتبہ کرتی ہے یہ ہے کہ میری شرائط میں یہ درج ہے۔ کہ طرفین کے نمائندے جب ضروری امور کا تصفیہ کر لیں گے۔ تو تاریخ مباہلہ مقرر کی جائے گی۔ جو اس تصفیہ کے پندرہ دن بعد کی ہوگی۔ اس کے دو ہی معنے بنتے ہیں۔ یا یہ کہ تاریخ میں مقرر کروں گا۔ اور یا پھر یہ کہ تاریخ طرفین کی منظوری سے مقرر ہوگی۔ لیکن تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب شرائط منظور ہیں۔ دوسری طرف آپ ہی تاریخ کی تعیین بھی کر دیتے ہیں۔ اگر واقعہ میں انہیں میری شرطیں منظور نہیں۔ تو پہلے نمائندوں کی گفتگو ہونی چاہیئے تھی۔ پھر طرفین کی رضامندی سے تاریخ کا تعین ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تاریخ کی تعیین میں شامل ہونے والوں کے آرام کا خیال رکھنا بھی مدنظر ہوتا ہے ؂

غرض اوپر کی مثالوں سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان امور کی موجودگی میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا یہ اعلان کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں درست نہیں ہے۔ اور نہ اعلان کردہ تاریخ کے شائع کرنے کا انہیں کوئی حق پہنچتا ہے۔

بے شک وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ بعض امور میں ان کی رائے بھی تسلیم کی جانی چاہیئے۔ میں اس بات کو ضرور وزن دوں گا۔ لیکن یہ تو نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ شرائط کے طے ہوئے بغیر بلکہ بعض شرائط کے خلاف عمل کرتے ہوئے یہ اعلان کرتے چلے جائیں۔ کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں۔

مَیں نے سنا ہے۔ کہ تحریر دینے کے متعلق مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ اعتراض ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے امام نے چونکہ ہمیں مخاطب کیا ہے۔ ہم انہی کو جواب دے سکتے ہیں۔ دوسرے کو نہیں۔ یہ تو ایک بچوں کی سی بات ہے۔ اور اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو تعجب کا مقام ہے۔ کیونکہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ جو پہلا اعلان کرے۔ وہ خود ہی ساری خط و کتابت کرے۔ اس کی طرف سے کوئی نمائندہ نہیں مقرر کیا جا سکتا۔ اگر یہ اعتراض درست ہو۔ تو مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی وکالت بے معنی ہو جاتی ہے۔ عدالت میں دعویٰ کوئی کرتا ہے۔ مدعا علیہ کوئی اور ہوتا ہے۔ اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اور ان کے رفقا جا کر بحثیں کرتے ہیں۔ جب ایک شخص باقاعدہ نمائندہ ہو۔ تو پھر اس کی گفتگو اصل آدمی کی گفتگو ہی سمجھی جاتی ہے۔ پھر جو نمائندے میں نے مقرر کئے تھے۔ وہ ایسے نہ تھے۔ کہ اظہر صاحب کی ان سے گفتگو کرنے میں ہتک ہو۔ ان میں سے ایک بیرسٹر ہیں۔ اور سیالکوٹ کے معزز خاندان کے رکن اور صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔ اور مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کی طرح پنجاب کونسل کے ممبر بھی ہیں۔

دوسرے صاحب ہائی کورٹ لاہور کے ایک کامیاب اور معزز ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر اور میرے عزیزوں میں سے ہیں۔

تیسرے صاحب مولوی فاضل اور جماعت احمدیہ کے مبلغ ہیں۔ پس اگر میں ایسا شخص نمائندہ مقرر کرتا جو نہایت ادنیٰ اور بے حیثیت آدمی ہوتا۔ تو مسٹر اظہر علی صاحب کو وجہ اعتراض ہوتی کہ ایسے آدمی کو مقرر کر کے میری ہتک کی ہے۔ مگر مذکورہ بالا اشخاص پر ان کو یا ان کی مجلس کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ مگر میں نے تو خود ہی اس خیال سے کہ سکرٹری کی گفتگو سکرٹری سے اچھی رہے گی۔ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری کو ان سے خط و کتابت جاری کرنے کو کہا۔ مگر انہوں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا۔

مسٹر مظہر علی صاحب کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر فی الواقعہ ان کو یہ اعتراض ہے۔ کہ چونکہ میں نے مخاطب کیا ہے مجھے ہی خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ تو پھر وہ اس کا کیا جواب دینگے۔ کہ میں نے تو مجلس احرار اور اس کے سرداروں کو چیلنج دیا ہے۔ پھر مسٹر مظہر علی صاحب کا کیا حق ہے۔ کہ جواب دیں۔ اگر اظہر صاحب ان لوگوں کے نمائندہ ہو کر اعلان کر سکتے ہیں تو میری طرف سے کوئی نمائندہ کیوں گفتگو نہیں کر سکتا۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ ان کے اس شک کا بھی مزید ازالہ کر دوں۔ اور اب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اپنی ایک تحریر ناظر تبلیغ کو دیدوں۔ کہ وہ میری طرف سے مباہلہ کی شرائط طے کرنے کے لئے نمائندہ ہوں گے۔ جسے وہ اپنے خط کے ساتھ سکرٹری مجلس احرار کے پاس بھجوا دیں گے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس کے بعد مسٹر مظہر علی صاحب کو کوئی اعتراض ناظر تبلیغ سے جو صدر انجمن احمدیہ کا اسی طرح سکرٹری ہے جس طرح اظہر صاحب مجلس احرار کے سکرٹری ہیں۔ خط و کتابت کرنے پر نہ ہوگا۔ بہرحال سب شرائط کا تحریر میں آجانا اور میدان مباہلہ کے انتظام کے متعلق سب تفصیلات کا طے ہو جانا ضروری ہے۔ تاکہ اس کے بعد کسی کو ردّ و بدل کا موقع نہ ہو۔ اور کسی قسم کا فریب نہ ہو سکے۔ اور جو آدمی مباہلہ کے لئے تجویز ہوں۔ ان کے نام ولدیت مفصل پتے دونوں فریق اپنی تصدیق کے ساتھ ایک دوسرے کو مہیا کر دیں۔ اس کے بعد رضامندی فریقین کے ساتھ پندرہ دن بعد کی ایک تاریخ مباہلہ کے لئے مقرر ہوگی۔ اور اس دن مباہلہ ہوگا۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ سب حق پسند احباب اب معاملہ کو سمجھ گئے ہونگے۔ اور وہ احرار پر زور دینگے۔ کہ مباہلہ کی تفصیلی شرائط جماعت احمدیہ کے نمائندوں سے طے کر کے تاریخ کی تعیین کریں۔ اور اس طرح خالی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احراری گھوڑے دوڑا کر اس نہایت اہم امر کو ہنسی مذاق میں نہ ٹلائیں۔

اے بھائیو! احرار کے مذکورہ بالا جواب کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کرنے کے لئے مباہلہ کا انتظار کئے بغیر میں اُس خدائے قہار و جبار مالک و مختار۔ معز و مذل۔ محی اور ممیت کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میرا اور سب جماعت احمدیہ کا بحیثیت جماعت یہ عقیدہ ہے۔ (اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے خلاف کہتا ہے۔ تو وہ مردود ہے اور ہم میں سے نہیں) کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل اور سید ولد آدم تھے۔ یہی تعلیم ہمیں بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے اور اسی پر ہم قائم ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت اپنے آپ کو جانتے ہیں اور سب عزتوں سے زیادہ اس عزت کو سمجھتے ہیں۔ بے شک ہم بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کو خدا کا مامور اور مرسل اور دنیا کے لئے ہادی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اور آپؐ کی شاگردی سے ملا تھا۔ اور آپ کی بعثت کا مقصد صرف اسلام کی اشاعت اور قرآن کریم کی عظمت کا قیام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان کو جاری کرنا تھا۔ اور جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است
وایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ ست
وایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

آپ جو نور دنیا میں پھیلاتے تھے۔ وہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کا ایک شعلہ تھا اور بس۔ آپ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ تھے۔ اور نہ ان کے مدمقابل۔ اور اسی طرح یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دنیا کے دوسرے سب مقامات سے جن میں قادیان بھی شامل ہے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ اور ہم احمدی بحیثیت جماعت ان دونوں مقامات کی گہری عزت اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔ اور ان کی عزت پر اپنی عزت کو قربان کرتے ہیں۔ اور آئندہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور میں خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اس اعلان میں کوئی جھوٹ نہیں بول رہا۔ میرا دل سے یہی ایمان ہے۔ اور اگر میں جھوٹ سے یا اخفاء یا دھوکہ سے کام لے رہا ہوں۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کرتا ہوں۔ کہ

اے خدا! ایک جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے اس قسم کا دھوکہ دینا نہایت خطرناک فساد پیدا کر سکتا ہے۔ پس اگر میں نے اوپر کا اعلان کرنے میں جھوٹ دھوکے یا چالبازی سے کام لیا ہے تو مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت کر۔ لیکن اگر اے خدا میں نے یہ اعلان سچے دل سے اور نیک نیتی سے کیا ہے تو پھر اے میرے رب یہ جھوٹ جو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی نسبت۔ میری نسبت اور سب جماعت احمدیہ کی نسبت بولا جاتا ہے۔ تو اس کے ازالہ کی خود ہی کوئی تدبیر کر۔ اور اس ذلیل دشمن کو جو ایسا گندہ الزام ہم پر لگاتا ہے۔ یا تو ہدایت دے۔ یا پھر اسے ایسی سزا دے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت کا موجب ہو۔ اور جماعت احمدیہ کو اس تکلیف کے بدلہ میں جو صرف سچائی کو قبول کرنے کی وجہ سے دی جاتی ہے عزت۔ کامیابی اور غیر معمولی نصرت عطا کر۔ کہ تو ارحم الرحمین ہے اور مظلوموں کی فریاد کو سننے والا ہے۔ اللّٰھم آمین

اے سننے والو سنو! کہ میں نے اپنی طرف سے قسم کھالی ہے اور قسم کھا کر اس عقیدہ کا اعلان کر دیا۔ جس پر میں اول دن سے قائم ہوں۔ اب احرار یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں مباہلہ سے گریز کرتا ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں۔ کہ مباہلہ ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اس میری قسم کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو نصیب ہوگی۔ اور پیش آمدہ ابتلاؤں یا آئندہ آنیوالے ابتلاؤں سے ان کو نقصان نہ پہنچے گا۔ بلکہ انہیں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی۔ بیشک ابتلاء خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتوں کے لئے ضروری ہیں۔ مگر اصل شے نتیجہ ہے جو ہمیشہ ان کے حق میں اچھا اور ان کے دشمن کے حق میں برا ہوتا ہے۔ اور اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سے یہی سلوک ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والسلام

خاکسار
میرزا محمود احمد
امام جماعت احمدیہ قادیان

(۷ نومبر ۱۹۳۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثنائی مشن

اہلحدیث کانفرنس کے آخری سانس

کچھ عرصہ ہوا وہابیوں نے بھی دوسروں کی ریس میں ایک تبلیغی انجمن بنائی تھی۔ جس کا نام "آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس" رکھا تھا۔ ابتدائی حالت میں اس ادارہ کی تعریفیں اور اسلامی خدمات کا اعتراف وہابی اخبارات میں زور شور سے ہوتا رہا۔ لیکن اس کے ساتھ چونکہ آسمانی نصرت نہ تھی رفتہ رفتہ وہ بجائے ترقی کرنے کے روبہ تنزل ہونے لگی۔ بالآخر نوبت بایں جا رسید کہ آج انہی وہابیوں کی زبانوں اور قلموں سے وہابی پرچوں میں اس کے مرثیہ چھپنے لگے۔ چنانچہ "اخبار اہلحدیث امرتسر" مورخہ یکم نومبر ۳۵ء میں اس کانفرنس کا حسب ذیل نوحہ شائع ہوا ہے جو "اعیان اہلحدیث" کی بغلی سرخی کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ کہ

"آپ کا یہ واحد ادارہ جس کی بابت آپ کو مجھ سے زیادہ معلومات حاصل ہیں۔ آپ کی عدم توجہی کی بناء پر آج دم توڑ رہا ہے۔ اور آپ مزے سے غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ کارکنان کانفرنس چیختے ہیں چلاتے ہیں اخباروں میں مضامین شائع کرتے ہیں۔ قوم کی خدمت میں اپیل پر اپیل کرتے ہیں۔ اشتہارات و پوسٹر جات طبع کراتے ہیں۔ مگر افسوس قوم ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ ذرا بھی توجہ نہیں کرتی۔ قوم کی طرف سے ہر آواز کا جواب نفی میں ہے؟ کیا یہ غلط ہے؟ نہیں ہرگز نہیں؟ بتلائیے آپ نے اب تک کیا کیا؟ اگر آپ کی عدم توجہی ایسی ہی رہی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب ان ہی صفحات پر آپ کے مرکزی ادارے کے مرثیہ جات شائع ہوں۔ اور آپ کے دشمنوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلیں" (اہلحدیث)

کانفرنس مذکور کی یہ مایوسانہ حالت دیکھ کر جب امرتسری مولوی ایڈیٹر اہلحدیث نے ایک جدید انجمن بنام "جمعیت تبلیغ اہلحدیث" کی بنیاد رکھی۔ تو اس کے متعلق ایک دوسرا وہابی امرتسری ایڈیٹر اخبار تنظیم اہلحدیث اپنے وہابی نامہ نگار کی زبانی "اہلحدیث کانفرنس" کو بستر مرگ پر لیٹی ہوئی دیکھ کر یکم نومبر ۳۵ء کے پرچے میں

مولوی ثناء اللہ پر زہر خورانی کا الزام

لگاتا ہوا یوں آنسو بہاتا ہے کہ

"آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس جس کا مرکزی دفتر صدر بازار دہلی جیسے تاریخی مقام میں ہے کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ یہ مبارک کانفرنس پچیس تیس مدارس اہلحدیث کو آغوش عاطفت میں پرورش کر رہی تھی۔ دس بارہ مبلغ ہندوستان کے مختلف علاقوں اور صوبوں میں قرآن و حدیث کی تبلیغ میں اس کے زیر سایہ مصروف کار تھے۔ بے شمار کتابیں اور لاتعداد رسائل اور ٹریکٹ مختلف زبانوں میں دین حق کی اشاعت میں مفت تقسیم ہوتے تھے۔ اس کے سالانہ اجلاس ملک کے ہر حصہ میں شاہی شان و شوکت سے ہوئے جو کفر و شرک و بدعات کے سیل عظیم کو روکنے کے لئے سد سکندر ثابت ہوئے اور اشاعت توحید و سنت کے چشمۂ شیریں سے اس نے ملک کے ہر گوشہ کو سیراب کر دیا۔ اور خدائے قدوس نے اسے وہ سرفرازی عطا فرمائی کہ سلطان ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ نے موتمر اسلامی میں اسے خاص طور پر دعوت دی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ "اخبار اہلحدیث امرتسر" اور "مسلم اہلحدیث گزٹ" میں اسے بستر مرگ پر دکھایا گیا ہے۔ بلکہ واضح الفاظ میں کہا گیا ہے۔ کہ امداد مدارس بند ہو چکی ہے۔ واعظ برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ اسی پر بس نہیں۔ خزانہ میں اتنی رقم بھی نہیں کہ دفتر کا کرایہ ادا کیا جا سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

اتنے بڑے اشاعت توحید و سنت کے ادارے کی موت جماعت کی موت ہے۔ تعجب اور حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ جب اس چیز پر غور کیا جاتا ہے۔ کہ دہلی جیسے مالدار شہر میں اور خاصکر بانیان کانفرنس کی موجودگی میں کانفرنس چراغ سحری معلوم دیتی ہے۔ اور بے بسی کی حالت میں دم توڑ رہی ہے اور انہیں اس چیز کا ذرا بھر احساس نہ ہو۔

اس پر طرفہ یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اس اپنی پرورش کردہ دم توڑتی ہوئی کانفرنس کا مؤثر علاج کرنے کی بجائے اسے زہر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یعنے افراد جماعت کی توجہ اس کی طرف سے ہٹانے کے لئے "جمعیت تبلیغ اہلحدیث پنجاب" کی بنیادیں استوار کر رہے ہیں۔ جسے دیکھ کر کانفرنس زبان حال سے کہہ رہی ہے ؎

شمع آخر شب ہوں۔ سن سرگذشت میری
پھر صبح ہونے تک تو قصہ ہی مختصر ہے

آخری التماس:۔ مولوی ابراہیم صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے ہم خیال دیگر احباب سے عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ آپ بجائے جدید جمعیت تبلیغ اہلحدیث قائم کرنے کے کیوں قریب المرگ کانفرنس کا علاج نہیں کرتے اور اپنی زندگی میں کیوں اسے مفارقت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زہر دیکر موت کے گھاٹ اُتارنے کی سعی

کر کے اس مصرعہ کی مصداق ہو رہے ہیں ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

جیسے کہ قبل ازیں آپ اس کی بیماریوں کا صحیح علاج کرنے کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پھر اسے اسی طرح بحال کر دیجئے

اور اپنی زندگی میں اسے پھلتا پھولتا ہی دیکھتے رہیئے۔ آپ کے بعد اسے اگر کوئی زک پہنچ جائے۔ تو اس کی مجرم پچھلی نسل ہوگی۔ لیکن اس کانفرنس کا آپ کی زندگی میں فنا ہو جانا حقیقت میں آپ کی عدم زندگی کا بیّن مظاہرہ ہے"۔ (تنظیم اہلحدیث)

احرار کی شان میں لدھیانوی قصیدہ

قاضی فضل احمد پنشنر کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے جناب سید جماعت علی شاہ صاحب امیر ملت کے ورود لدھیانہ پر جو جلسہ لدھیانہ میں ہوا۔ اس کے متعلق ایک مضمون لکھ کر اخبار "الفقیہ امرتسر" مورخہ ۱۴ اکتوبر ۳۵ء میں طبع کرایا ہے۔ جس میں احراریوں کے کانگرسی مولویوں کی اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی جو مدح سرائی کی ہے وہ ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے ذیل میں بلفظہ نقل کی جاتی ہے :-

"حضرت امیر ملت کا لدھیانہ میں وُرود!

اور کانگرسی مولویان غلامان ہنود کا قلبی دُود"

"ہمارے شہر لدھیانہ میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے اپنے وعظ میں اتنا فرمایا۔ کہ ہمارے وطنی بھائی ہندوؤں اور سکھوں نے ہماری عبادت گاہ مسجد کو لاہور میں بُری طرح مسمار کر دیا اور مسلمانوں کے دلوں کو بُری طرح مجروح کیا۔ اور اپنے وطنی بھائی چارہ کا ذرہ بھر بھی پاس اور لحاظ نہ کیا۔ اور پُر امن سلطنت کے زمانہ میں دشمنی کا بیج بو دیا۔ اور یہ سچ ہے ہندو بھائی مسلمانوں کو کُتے سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ ان کے باورچی خانہ کے چونکے میں اگر کُتا چلا جائے اور سارے برتنوں کو بھی چاٹ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر مسلمان بدقسمت ناپاک کی ان کے اسی چونکے میں انگلی لگ جائے تو سارے کا سارا باورچی خانہ چونکا بھرشٹ آن پوتر ناپاک ہو جائے۔

العجب اس پر فرمایا۔ کہ مسلمان لوگ اپنا نفع اور نقصان سوچ سکتے ہیں۔ کہ ان کا اپنا روپیہ پیسہ اپنے مسلمان بھائی کے گھر میں جائے جہاں تک ہو سکے سودا سلف لینے دینے میں مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے سلوک کرے۔ اور بس۔ اس پر کانگرسی مولویوں نے یہ نرا جھوٹ کا پروپیگنڈا بیان کیا۔ کانگرسی جلسوں میں سٹیج پر چڑھ کر ہندوؤں کی غلامی کی وجہ ان سے خوشی کا سرٹیفکیٹ لینے کے لئے بیان کیا۔ کہ حضرت امیر ملت مدظلہ نے ہندوؤں سے بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ ایسا جھوٹ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ جن مولویوں کے مذہب میں ہندوؤں کی ارتھی کا اٹھانا اور رام رام ست ہے کہتے ہوئے مرگھٹ میں لے جانا اور آگ لگانا۔ گاندھی مشرک کو اپنا رہبر۔ راہنما اور امام مہدی اور پیغمبر کہنا اور ماننا۔ گاندھی ٹوپی پہننا۔ کھدر کا پہننا فرض قرار دیا۔ جو کھدر نہ پہنے وہ مسلمان نہیں۔ ہندوؤں سے تنخواہ پانا۔ ایک بڑے مشرک کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرنا اس سے وعظ کہلوانا اور یہ کہنا کہ اگر خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ تو ہندو بھائیوں کو راضی کرو۔ گائے کی قربانی کو حرام سؤر کے برابر کہنا۔ ست سری اکال پکارنا۔ اپنے ماتھوں پر قشقے لگانا۔ مشرکوں کی جے کے نعرے لگانا۔ مساجد کو ماتم گاہ بنانا۔ دوسہرہ کے دن اپنے گلے میں حمائل قرآن شریف ڈالکر ان کے ڈولوں کو اپنے کاندھوں پر اوٹھانا ہندوؤں سے نفع اُٹھا کر تکبر اور غرور میں آنا۔ اور گورنمنٹ کا ہی باغی بن جانا۔ فتویٰ دیدیا کہ گورنمنٹ کی تمام نوکریاں حرام ہیں۔ پولیس اور فوج کی نوکری تو بہت ہی سخت حرام ہے۔ جلوس نکالکر بازاروں گلی کوچوں میں بڑے زور شور سے گاندھی کی جے پکارتے ہوئے کہا کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالدو۔ ہم خود راج بادشاہی کرینگے۔ اور پنجابی میں یوں پکارتے پھرے "آپ کراں گے راج فرنگی نہیں رکھنا" یعنے ہم (کانگرسی وہابی مولوی) اور (ہندو) خود بادشاہی کریں گے۔ اور کافر یعنی انگریزوں کو اس ملک ہندوستان میں رہنے نہیں دیں گے۔ گورنمنٹ کا راج اڑا دینگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر افسوس ان مولویوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ انگریزی راج قرب قیامت تک رہے گا۔ جبکہ حضرت مہدی علیہ السلام اور نزول حضرت عیسٰے علیہ السلام انگریزوں کے راج کے زمانہ میں ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ شہادت قرآنی موجود ہے۔ مگر افسوس ان اسلام سوز مولویان غلامان ہنود پر جنہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کی غلامی قائم رہے ایمان رہے یا نہ رہے۔ خداوند کریم سب مسلمانوں کو ان کے ہتھکنڈوں سے بچائے آمین۔ (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن

بھائی سیوا سنگھ صاحب کے ٹریکٹوں پر ایک نظر

نمبر ۵

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

سیوا سنگھ! یہ کیا یاد رکھا جا سکتا ہے کہ وہ گورو نانک صاحب جنہوں نے ماں باپ عورت اور بچوں کی نسبت بنی نوع انسان کے ساتھ زیادہ محبت کی ہو۔ اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے بقول ایڈیٹر نور اس بھارت ورش کو خواب غفلت سے جگایا۔ معرفت کی چنگاری سے لوگوں کے دلوں کو سلگایا۔ توحید کا میٹھا راگ نہ صرف ہندوستان بلکہ بلوچستان۔ افغانستان۔ ترکستان۔ عرب وغیرہ مغرب کی طرف۔ سیام۔ برہما۔ مشرق کی طرف سیلون۔ جنوب کی طرف کشمیر تبت وغیرہ۔ شمال کی طرف دور دور تک الاپا صفحہ ۵۳ وہ اس محمد صاحب (صلعم) کے جس نے ۲۵ سال کی عمر میں ایک مالدار ۴۰ سالہ عورت کے ساتھ جس کے دو خاوند پہلے مر چکے تھے۔ شادی کی۔ اس کی حین حیات میں تو اور شادی کرنے کا نام تک نہ لیا۔ لیکن اس کے مرتے ہی ایک نہیں دو نہیں چار نہیں ۱۰ عورتیں کنواری بیوہ اور خاوندوں سے طلاق دلا کر گھر میں ڈال لیں ..... کے پیرو ہو سکتے ہیں"

(گورو نانک صاحب اور اسلام صفحہ ۱۶)

جواب۔ بھائی صاحب نے اعتراض کو واضح نہیں کیا کہ آپ کا اس سے کیا مدعا ہے۔ کیا آپ کا اعتراض شادی پر ہے یا کہ تعدد ازدواج پر یا نکاح بیوگان پر نا معلوم آپ کیوں بے معنے تکرار کرتے چلے جاتے ہیں۔ اگر شادی پر اعتراض ہے۔ تو وہ خود گورو صاحبان نے شادیاں کر کے باطل کر دیا۔

اگر نکاح بیوگان پر یا مطلقہ عورتوں سے شادی کرنے پر ہے تو بھائی صاحب کا فرض تھا۔ کہ وہ اس کی تردید گورو نانک صاحب کے اقوال سے کرتے اور یہ بتاتے کہ آپ نکاح بیوگان کے حامی نہ تھے۔ یا طلاق کو ناپسند کرتے تھے۔ اپنی طرف سے ایک لغو اعتراض گھڑ لینا کوئی عقلمندی کی بات نہیں۔ اگر گورو صاحب تعدد ازدواج کو ناپسند کرتے تھے۔ تو خود آپ نے دو شادیاں کیوں کیں۔ چنانچہ پہلی شادی ماتا ملکھنی دختر مول چند سے اور دوسری جبکہ آپ مسلمان ہو چکے تھے۔ حیات خان کی بیٹی ماتا منجھوت سے ہوئی۔ پھر جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ جب آپ لنکا گئے۔ تو خود رام چندر بنے اور مردانہ جی کو سیتا بنایا۔ اور بھائی بالا کو لچھمن بنایا۔ دیکھو جنم ساکھی صفحہ ۵۵۹ بھائی صاحب غور فرماویں۔ کہ سری رام چندر جی مہاراج اور سیتا جی کا آپس میں کیا تعلق تھا۔ بھائی صاحب تو تعدد ازدواج پر ہی معترض ہیں۔ لیکن یہاں پر تو معاملہ ہی بگڑ گیا ہے غور کریں کہ ان کی اپنی ہی کتاب میں گورو بابا کی طرف کیا کچھ منسوب کرتے ہوئے ان کی پوزیشن کو کیا خطرناک ظاہر کیا گیا ہے۔ اور دوستی کے رنگ میں دشمنی کا اظہار کیا ہے

پھر گرنتھ صاحب میں بتایا گیا ہے کہ گورو نانک صاحب نے ہی پہلے یگوں میں رام چندر اور کرشن کے روپ میں اوتار لیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

دے سرت جگ تے مانیو چھلیو بل باون بھائیو
ترتیے تے مانیو رام رگھوونس کہائیو!
دواپر کرشن مُرار کنس کرتار تھ کیئو!
اگر سین کو راج ابھے بھگت جن دیئو!
کلجگ پرمان نانک گورانگد امرداس کہائیو!
سری گورو راج اچل اٹل آد پُرکھ فرمائیو"

(سیوئے محلے پہلے کے گرنتھ صاحب آدھ صفحہ ۱۳۸۶)

اس سیوئے میں بھٹ گورو ارجن صاحب کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ ہے مہاراج تو نے ست جگ میں باون روپ ہو کر راجہ بل کو مارا اور ترتے میں تو ہی رام چندر بنا اور دواپر میں تو ہی نے کرشن مُرار بن کر کنس کو ہلاک کیا اور اب کلجگ میں تو ہی نانک اور انگد اور گورو امرداس بنا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بقول بھٹ کے گرو نانک ہی رام چندر تھے۔ اور رام چندر جی مہاراج کے والد ماجد مہاراجہ دسرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ اور سری کرشن جی کی ۸ پٹ رانیوں کے علاوہ ۱۶۱۰۸ رانیاں سری مت بھگوت دسم اسکند میں بیان کی گئی ہیں۔ جو اس طرح بھٹ کے اصول کے مطابق گورو نانک صاحب کی بیویاں تھیں اور بھائی گورداس نے وار الپوڑی ۹ میں گورو نانک صاحب کا رام چندر اور کرشن ہونا لکھا ہے۔ پھر جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۹۰ میں گورو نانک صاحب سیل سین کو ہنستا ہے ہیں۔ کہ میرا نام تریتے یگ میں رام چندر تھا۔ پس بھائی سیوا سنگھ صاحب کا اعتراض کرنا اپنے بزرگوں کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔

پھر یاگیہ دلکیہ کی ۲ بیویاں یعنی میتری اور کاتیائنی تھیں کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۵۲ پر لکھا ہے کہ جب راجہ بالی رام چندر کے مقابلہ پر مارا گیا۔ تو رام جی نے اس کے بھائی کو گدی پر بٹھلایا بموجب دستور کے راجہ نے رام چندر جی کی ہدایت کے مطابق تارا سے مکرر شادی کر کے اسے اپنی رانی بنایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(کلیات صـ۱۵۳) پھر راجہ پانڈو کے ہاں ۲ بیویاں تھیں۔ ایک کنتی اور دوسری مادری کنتی سے یدھشٹر۔ بھیم۔ ارجن تین بیٹے پیدا ہوئے اور مادری سے نکل۔ سہدیو دو بیٹے۔ (کلیات صـ۱۵۶) پھر سری گورو ارجن صاحب کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی شادی ۱۲ برس کی عمر میں مسماۃ رام دیوی دختر چندن داس سوڈھی کھتری اور دوسری ماتا گنگا جی دختر کشن چند سے ہوئی۔ پھر چھٹے گورو سری گورو ہرگوبند صاحب کی تین بیویاں تھیں۔ پہلی شادی آپ کی ۹ برس کی عمر میں مسماۃ دامودری دختر نرائن داس کھتری ساکن ڈلہ ریاست کپورتھلہ سے ہوئی۔ دوسری ہری چند کھتری ساکن کرتارپور کی لڑکی نانکی سے ہوئی۔ تیسری درگا مل کھتری مروا ہا کی بیٹی مہادیوی سے ہوئی۔ دیکھو تواریخ گورو خالصہ صـ۱۱۱ ان تین بیویوں کے ہوتے ہوئے آپ نے کولاں کو بھی گھر میں ڈال رکھا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ آگے آئے گا۔

پھر سری گورو ہرراۓ صاحب کی ۱۰ برس کی عمر میں سات بیویاں تھیں۔ جودیا رام کھتری ساکن النوپ شہر کی بیٹیاں اور آپس میں حقیقی بہنیں تھیں۔ دیکھو گوربلاس پاتشاہی چھاوھیائے ۲۱ صـ۴۹۹ گو گیانی گیان سنگھ نے سات کی بجائے ۴ لکھ دیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ گوربلاس بہت ہی عرصہ پہلے کی تصنیف ہے اس میں سات مرقوم ہیں۔ اور انہی کو صحیح گردانا جاسکتا ہے۔ پھر سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی تین بیویوں کا ذکر تو عام تواریخوں میں ہے۔ لیکن چوتھی شادی آپ نے دکن جاتے وقت کی۔ پہلی شادی آپ کی سات برس کی عمر میں مسماۃ جیتو جی سے ہوئی۔ اور دوسری ماتا سندری جی۔ اس کے بعد تیسری شادی ماتا صاحب دیواں جی سے ہوئی۔ لیکن یہ بیچاری ساری عمر کنواری رہی صرف برائے نام اس کو گورو کی بیوی کہلانے کا شرف حاصل تھا۔ گو سکھوں نے لکھا ہے کہ اس شادی سے پہلے گورو صاحب بوجہ لڑائیوں کے گرہست چھوڑ کر برہمچاری بن چکے تھے۔ اور یہ شادی صاحب دیواں کے باپ کے مجبور کرنے پر آپ نے کی۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اصل بات گورو صاحب کو کثرت بھنگ کے استعمال سے شادی کی حاجت نہیں رہی تھی۔ ورنہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ جب آپ گرہست چھوڑ کر برہمچاری بن چکے تھے۔ تو صاحب دیواں کے باپ کے مجبور کرنے پر برائے نام شادی کر لیتے اور اتنے بڑے گناہ عظیم کے مرتکب ہوتے۔

سینا پت شاعر جو آپ کے ۵۲ شاعروں میں سے گذرا ہے اس نے گورسوبھا گرنتھ میں لکھا ہے کہ جب آپ حیدرآباد دکن کو جا رہے تھے۔ تو راستہ میں آپ نے چوتھی شادی کی۔ حیرت کا مقام ہے۔ کہ جب آپ گرہست چھوڑ کر برہمچاری بن چکے تھے۔ جیسا کہ صاحب دیواں کے واقعہ کو چھپانے کے لئے بتایا جاتا ہے تو پھر آپ نے چوتھی شادی کیوں کی۔ سچ ہے کہ انسان کی طبیعت لالچی واقعہ ہوئی ہے۔ جو بھرنے میں نہیں آتی۔ باوجود ماتا صاحب دیواں کو ایسی حالت میں چھوڑنے کے پھر چوتھی شادی کر لی۔ تو معلوم نہیں اس بیچاری کی زندگی کیسی گذری ہوگی؟

بھائی سیوا سنگھ صاحب اسلام پر کس منہ سے اعتراض کر رہے ہیں۔ جبکہ خود ان کے بزرگوں نے کثرت سے شادیاں کیں۔ بلکہ گورو صاحبان کی شادیاں جو کہ ہر ایک پہلو سے قابل اعتراض ہیں اول تو صغیر سنی کی شادیاں جن کو کوئی مہذب قوم پسند نہیں کرتی۔ ممکن ہے کہ خود بھائی صاحب ہی اس کو پسند کرتے ہوں۔ دوسرا گورو ہرراۓ کا سات سگی بہنوں سے شادی کرنا جس کی مثال آج دنیا کی کسی تواریخ سے نہیں ملتی۔ بلکہ وحشی قومیں بھی ایسا نہیں کرتیں۔ کیونکہ اس سے رشتہ رحمی منقطع ہو جاتا ہے۔ اور بہنوں کی آپس میں محبت نہیں رہ سکتی۔ جبکہ وہ آپس میں سوکنیں بن جائیں اور نہ ہی ان کی اولاد میں اتحاد ہو سکتا ہے۔ پس ایسی حالت میں جبکہ بھائی صاحب کے اپنے گھر کا یہ حال ہو وہ کیونکر اسلام جیسے پاک اور دین فطرت پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس جگہ ہم سکھوں سے ایک بات دریافت کرنی چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سوال۔ گورو ہرگوبند صاحب نے قاضی رستم خان سے بیمار گھوڑا خریدا۔ اور روپیوں کا ادھار کیا۔ اس کے مانگنے پر گورو صاحب نے وعدہ خلافی کی جس سے جھگڑا طول پکڑ گیا۔ سو گورو صاحب نے فرمایا۔ کہ اے قاضی میں تمہارا داماد بنوں گا اس پر اس کی دختر مسماۃ کولاں کو جو چبارے سے آپکو دیکھا کرتی تھی۔ نکال لیا اور امرتسر لے آئے۔ اور قاضی کو اس گھوڑے کی رقم سے ایک پائی تک نہ دی۔ یہ واقعہ گوربلاس پاتشاہی چھا ادھیائے ۸ صـ۱۹۱۔ پھر سورج پرکاش راس ۵ آنسو ۱۶ نمبر ۱۷ تا ۲۲ میں بھی قریباً اس سے ملتا جلتا لکھا ہے۔ یہ ہر دو کتابیں بہت پرانی ہیں۔ گوربلاس سمت ۱۷۷۵ بکرمی گویا اس وقت سے ۲۱۸ برس پہلے کی تصنیف ہے اور سورج پرکاش سمت ۱۹۰۰ میں مکمل ہوا۔ گویا قریباً ۹۴ برس پہلے کا ہے۔ یہ واقعہ گورو صاحب کی زندگی اور کیرکٹر پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ کہ ایک تو گھوڑا ادھار خریدا۔ دوسرا وعدہ خلافی کی۔ آخر روپے نہ ہی دیئے۔ تیسرا اس کی لڑکی کو اغوا کر لیا۔ جس سے آپ کی والدہ اور سکھ اور رشتہ دار سخت ناراض بھی ہوئے۔ آخر کولاں کو کرتارپور بھیجنا پڑا۔ اور یہ باتیں ایک مذہبی پیشوا کی شان کے شایاں نہیں۔

اس واقعہ کو چھپانے کے لئے سکھ مصنفوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت لغویت سے کام لیا ہے۔ چنانچہ گیانی گیان سنگھ نے حضرت میاں میر صاحب جیسے پاکباز انسان کو گورو صاحب کے اس فعل میں شریک بنایا ہے جیسا کہ لکھا ہے :-

"قاضی رستم خان کی دختر کولاں جو گھر میں تارک گوشہ نشین اور شادی سے منکر تھی۔ اور ہمیشہ خدا کی مناجات میں مصروف رہی حضرت میاں میر صاحب کے مرید ہونے کے باعث اکثر ان کی مجالس میں جایا کرتی تھی۔ وہاں میاں میر اور فقیروں کی زبانی گورو صاحب کی تعریف سنکر ان کو خدا دوست سمجھتی۔ اور تعریف کیا کرتی تھی۔ قاضی صاحب تو پہلے ہی اس سے ناراض تھے۔ گورو کی تعریف سنکر اور بھی غضب میں آگئے۔ کہا کہ تو کافر کی تعریف کرتی ہے۔ اور شرع محمدی کی نہیں مانتی۔ آخر قاضی نے کولاں پر فتویٰ قتل لگوایا۔ اس پر کولاں کی والدہ نے میاں میر اور کولاں کو آگاہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت میاں میر نے کولاں کو اپنے ایک مرید عبد اللہ شاہ کے ساتھ گورو ہرگوبند صاحب کے پاس بھیجدیا۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۸۱۷)

یہ ساری فرضی کہانی گورو بلاس سورج پرکاش بلکہ اور پراچین سکھ تواریخوں کے بالکل برعکس ہے۔ ان میں کہیں حضرت میاں میر صاحب کا اشارتاً بھی ذکر تک نہیں۔ بلکہ وہاں تو گھوڑا خریدنا روپیہ ادھار کرنا آخر نہ دینا۔ کولاں کو لے جانا وغیرہ لکھا ہے۔ لیکن گیانی گیان سنگھ نے یہ فرضی قصہ اس لئے گھڑا ہے۔ کہ اگر مسلمان اعتراض کریں گے تو ہم کہدینگے۔ کہ تمہارے بزرگ میاں میر صاحب بھی تو اس میں شامل تھے۔ سکھ بھائیو تمہارا اختیار ہے کہ اپنے گوروؤں کی بابت جو چاہو لکھو۔ لیکن تمہیں یہ کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ مسلمان بزرگوں پر اتہام لگا کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کرو۔ خدارا بتاؤ تو سہی کہ گیان سنگھ نے یہ گپ کس کتاب سے نقل کی ہے کیا اس نے جھوٹ نہیں بولا۔ آؤ خدا کے خوف سے ڈرو۔ ایک راست باز کو بدنام مت کرو۔ بھلا میاں میر صاحب جیسے بزرگ کب ایسے ناپاک فعل میں شامل ہو سکتے تھے۔ تم ہزار ان باتوں کو چھپاؤ۔ لیکن تمہاری پرانی تواریخیں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں انکو کہاں غائب کر دوگے۔ جبکہ وہ اپنے بیگانوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

پھر بھائی کاہن سنگھ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ کولاں ایک ہندو لڑکی تھی۔ جس کو قاضی نے خرید کر پالا تھا۔ دیکھو گورمت سدھانت صفحہ ۸۶ حاشیہ نمبر ۱ مہان کوش

صاحبان سکھوں کی چالاکیاں ملاحظہ فرماتے جاویں کہیں حضرت میاں میر صاحب کو اس فعل میں شامل لکھا ہے جب اس سے بھی دال نہیں گلی تو یہ لکھ کر کہ کولاں ایک ہندو لڑکی اور قاضی نے خریدی ہوئی تھی۔ جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ کیا کوئی سکھ حضرات کاہن سنگھ اور گیان سنگھ کے اس جھوٹے دعویٰ کو ثابت کریگا ہرگز نہیں؟

مایوس العلاج مریضوں کو خوشخبری

زمانہ حال میں طرح طرح کی غلطیاں جو اکثر نوجوانوں سے ظہور میں آتی ہیں۔ مدنظر رکھتے ہوئے جن سے وہ لطف جوانی کھو کر اور مایوس ہو کر خودکشی جیسا کریہ فعل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خوشخبری دیجاتی ہے کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ ہم نے ایک صدری نسخہ رفاہ عام کی خاطر **روغن شفا** طیار کیا ہے۔ جس سے تمام مردانہ امراض مخصوصہ جو ہر قسم کی عادات قبیحہ اور دیگر طرح طرح کی بے اعتدالیوں سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے دور کر کے از سر نو لطف جوانی حاصل کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ اور خودکشی جیسے ناجائز فعل سے نجات دلاتا ہے۔ نوجوانوں اور بوڑھوں کی جان ہے جو ایک نئی زندگی بخش کر ان کی امنگیں بر لانے کا موقع دیتا ہے۔ اگر مرض بہت پرانا ہو گیا ہو۔ تو دو ہفتہ میں صحت کلی ہو گی۔

نوٹ۔ اگر دو ہفتہ کے استعمال سے بھی مریض کو صحت نہ ہو تو وہ حلفیہ تحریر کرے۔ کہ مجھے صحت نہیں ہوئی۔ قیمت واپس کر دی جائے گی۔

قیمت فی شیشی عمر (دو روپے) شیشی علاج مکمل للعمر (چار روپے)

حکیم عطاء اللہ خان بھٹی واچ ہاؤس

المحکم سٹریٹ قادیان۔ ضلع گورداسپور

حملہ کرنیوالے احراری کی ضمانت نامنظور

حنیفا ولد چوہڑ گدا گر جسے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کرنے کے جرم میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت سے نو ماہ قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ اس کی درخواست برائے ضمانت کل سشن جج گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوئی۔ جسے نامنظور کرتے ہوئے سشن جج نے اپیل کی سماعت کے لئے ۹ر نومبر تاریخ مقرر کی۔

حنیفا مجرم ایک ہزار کی ضمانت اور ایک ہزار روپیہ کے مچلکہ زیر دفعہ ۱۰۷ کے نیچے تھا جبکہ اس نے نقض امن کیا۔ اور عدالت میں وہ مجرم قرار پایا۔ پولیس کی طرف سے یہ درخواست دینے پر کہ اس کی ضمانت ضبط ہونی چاہیئے۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس کے خلاف اس الزام میں مقدمہ چلایا جائے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ مقدمہ بٹالہ کی عدالت میں چلایا جائے گا۔

واپس نہ کریں!

جن احباب کے نام فاروق کے وی پی بعد اطلاع اخبار ارسال ہوئے ہیں۔ وہ اب واپس نہ کریں وصول فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ (مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نمبر ۴۳۶۷:- منکہ جلال الدین شمس ولد امام الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ تبلیغ عمر تقریباً ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۸ ۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ اسوقت میری تنخواہ -/۷۰ ماہوار ہے۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کی صورت نہیں۔ اپنی تنخواہ کا حسب شرائط واقفین زندگی حصہ ادا کرتا رہوں گا۔ موجودہ وقت میں ۱۵ فی صدی وضع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کمی بیشی ہوگی۔ تو اس کے مطابق صدر انجمن احمدیہ کو حصہ ادا کروں گا۔ اور نیز میں اس امر کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی ؛

العبد۔ جلال الدین شمس ۸ ۶/۳۵۔

گواہ شد۔ عطا محمد محرر دعوت و تبلیغ قادیان

گواہ شد۔ شیخ یوسف علی کارکن دفتر امور عامہ

نمبر ۴۳۵۷۔ منکہ شیخ غلام قادر ولد الٰہی بخش قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۲ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۵ ۴/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے زمین تین گھماؤں دو کنال ایک مکان خام اور قطعہ سفید برائے مکان موضع تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور میں ہے جس کی کل قیمت تقریباً ایک ہزار ہے۔ لیکن میرا گذارہ اس جائداد پر نہیں۔ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ جو کہ اس وقت پندرہ روپے ہے۔ جو لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کارکن ہونے کی حیثیت سے پاتا ہوں۔ میں تا زیست ماہوار آمد پر اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کیا جائیگا ؛

العبد۔ نشان انگوٹھا غلام قادر میٹ لنگر خانہ گواہ شد۔ غلام حسین مولوی فاضل محلہ دارالرحمت گواہ شد۔ غلام احمد متعلم جامعہ احمدیہ محلہ دارالرحمت قادیان ؛

نمبر ۴۳۶۹۔ منکہ محمد سلیم ولد قاضی محمد حسین صاحب قوم قاضی پیشہ تبلیغ عمر قریباً ۲۴ ½ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۸ ۶/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد نہیں ہے تنخواہ -/۴۵ ماہوار ہے اور اس کے علاوہ کوئی آمدنی کی صورت نہیں۔ میں اپنی تنخواہ کا حسب شرائط واقفین زندگی حصہ ادا کرتا رہونگا۔ موجودہ وقت میں پندرہ فی صدی حصہ وضع کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی کمی بیشی ہوگی۔ تو اس کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حصہ ادا کر دوں گا۔ اور نیز میں اس امر کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد جو میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ محمد سلیم عفی عنہ مبلغ جماعت احمدیہ

گواہ شد۔ یوسف علی کارکن دفتر امور عامہ

گواہ شد۔ عبدالرحمن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان ۸ ۶/۳۵ ؛

دلچسپ لطیفہ!

اخبار "جنرل نیوز دہلی" مورخہ ۲۴ اگست ۳۵ء میں نئی دہلی کی میونسپل کمیٹی کے اجلاس کا ایک ریزولیوشن نقل کیا گیا ہے۔ جس سے عملہ کمیٹی کی قابلیت پر لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے ریزولیوشن کیا ہے۔ ایک دلچسپ لطیفہ ہے سنئے جو ریزولیوشن نمبر ۲ (معمولی وسپیشل) نئی دہلی کی میونسپل کمیٹی نے کسی جدید سڑک کی تیاری کے لئے منظور فرمایا ہے۔ اس میں ذیل کا فقرہ قابل داد ہے۔

"بھولی بہٹیاری کے محل سے اپراج تک ایک سڑک بنائی جائے گی۔ جس پر ۱۹۸۱ روپیہ لاگت آئے گی"

ریزولیوشن کے جلی نام میں ساری دلچسپی اور عملہ کمیٹی کی قابلیت کا راز مضمر ہے۔ کیونکہ بھولی بہٹیاری کا محل قابل استعجاب ہے کہ دہلی میں بہٹیاریوں کے بھی محل ہوتے ہیں۔ یہ بھولی نام کس کا ہے "بوعلی" کا اور بہٹیاری کا خطاب کیونکر ایجاد ہوا "بختیاری" کی جگہ۔ اصل کاغذات سرکاری میں "بوعلی بختیاری" کا محل درج ہے۔ جس کو نئی دہلی کمیٹی کے کارندے نے "بھولی بہٹیاری" سے تبدیل کر کے بوعلی کی عزت افزائی اور اپنی قابلیت اور علمیت کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ سچ ہے ؎ طوق زریں ہمہ در گردن خرمے بینم

اطلاع۔ اگر آپ کے ذمہ فاروق کا چندہ بقایا ہے۔ یا آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے تو براہ کرم چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ (مینیجر)